Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

نوجوانوں کی تربیت کے لئے مربی اعظم ﷺ کے تربوی منہج کا سیرت کی عملی مثالوں کی روشنی میں ایک جائزہ

An Overview of The Prophet Muhammad (ﷺ)'s Educational Approach for the Training of Youth, as Demonstrated by his Practical Examples in the Seerah

Abdulbasit Abdulmajeed*
Scholar Arabic Language, Institute Uma al Qura university Makka Saudi Arab.
Email: s44630026@uqu.edu.sa

Azmatullah Muhammad Tufail
MPhil Scholar, College of Da,wah (Islamic Propagation)and Fundamentals of Religion
Department Hadith and it's sciences
Email: azmatid@gamil.com

Abstract

Youth is the backbone of any society. They play a pivotal role in the progress of nations, communities, and countries. Societies, nations, and communities with enlightened and well-educated youth progress rapidly. Youth is a force capable of transforming circumstances, nurturing societies, and contributing significantly to societal welfare. Given their importance, their upbringing and guidance are equally crucial. The Quran, in multiple verses, highlights the accomplishments of youth and the significance of their youthfulness. It discusses the role of youth in societies. Allah's mention of youth in the Quran attests to their importance. The Prophet Muhammad (ﷺ) paid special attention to the youth, taking significant steps for their upbringing. He educated and guided the youth of his time in every aspect of life. Not only did he educate and guide them, but he also entrusted them with important societal responsibilities. By training them, he appointed them to key positions in the Islamic society of his time. He understood their problems and needs, recognized their potential, honed their abilities, and utilized their skills effectively for societal progress. Instead of discouraging them, he consistently offered encouragement. At the same time, he did not leave the youth unchecked but nurtured them with love and care, moulding them into individuals who would become key players in societal progress. When entrusted with important societal tasks, they performed their duties exceptionally well. This research based on authentic hadiths sheds light on the Prophet's approach to youth upbringing. It aims to guide today's mentors, teachers, and motivational speakers to adopt this approach in nurturing youth and transforming this vital segment of society into a driving force for progress. In today's world, where youth face numerous challenges and uncertainties, the Prophet's approach is more relevant than ever. This research provides guidance to mentors on understanding and implementing the Prophet's educational approach for youth, enabling them to become valuable assets to society and contribute significantly to its welfare and progress.

Keywords: Youth, Pivotal, Accomplishments, Societal, Responsibilities, Seerah, Prophet's Approach

---

* Email of corresponding author: s44630026@uqu.edu.sa

تعارف:

نوجوان معاشرے کا اہم جزء ہوتے ہیں۔اور تربیت یافتہ نوجوان اپنے معاشروں کی ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔آج کے مسلمان نوجوان تربیت کے فقدان یا تربیت کے کما حقہ نہ ہونے کی وجہ سے مختلف افکار، سوچوں، مسائل اور پریشانیوں کا شکار ہیں۔اس صورت میں ان کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔اور نوجوانوں کی تربیت کے لیے نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ جیسا کوئی روشن باب نہیں ہے، آپ ﷺ نے جیسے انسانی زندگی کے جملہ امور میں راہنمائی فراہم کی اس طرح آپ ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت کے لیے بھی اپنی عملی زندگی میں بے نظیر نمونے پیش کئے جو موجودہ زمانے میں تربیت کرنے والے افراد کے لیے بہت بڑی راہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ آج کے مربیین، اساتذہ، موٹیویشنل اسپیکرز جو افراد کی تربیت کرنے سے منسلک ہیں ان کے لیے مربی اعظم ﷺ کا نوجوانوں کی تربیت کے لیے تربوی منہج سیکھنا، سمجھنا اور علمی زندگی میں اس کو اپنانا بہت لازمی اور ضروری ہے۔اس مضمون میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے عملی نمونوں کے ساتھ صحیح احادیث کی روشنی میں مربی اعظم کے تربوی منہج کو بیان کیا گیا ہے۔تاکہ آج بھی مسائل، پریشانیوں، ذہنی تفکرات سے دوچار نوجوان طبقے کی مربی اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں تربوی منہج کے مطابق تربیت کی جا سکے۔

سابقہ کام:

نوجوانوں کی تربیت کے حوالے سے بہت زیادہ لکھا گیا ہے۔سیرت النبی ﷺ کی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔اس مضمون میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے عملی نمونوں کے ساتھ آپ ﷺ کے تربوی منہج کو نمایاں کیا گیا ہے۔اور ایسی صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جو احادیث عام طور پر ہم سنتے پڑھتے رہتے ہیں لیکن ان کے اندر جو نبی کریم ﷺ کا خاص کر نوجوانوں کی تربیت کے حوالے سے تربوی منہج ہے اس پر توجہ نہیں دی جاتی ہے۔اس مضمون میں اس تربوی منہج کو واضح کیا گیا ہے۔

جوانی کی اہمیت:

نوجوانوں کی تربیت کے حوالے سے تربوی منہج بیان کرنے سے پہلے یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ جوانی انسانی زندگی میں بہت اہمیت کی حامل ہے یہ زندگی کا وہ دور ہوتا جس میں انسان معاشروں کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔اگر اس عمر میں انسان کی تربیت ہو جائے تو وہ معاشرے کی ترقی میں بہت اعلیٰ کردار ادا کر سکتا ہے، جیسا کہ ڈاکٹر علامہ اقبال رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر جواں ہوں میری قوم کے جسور و غیور
قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں

ڈاکٹر اقبال نے اپنی شاعری میں اسی لیے تو نوجوانوں کو خاص کر مخاطب کیا وہ نوجوانوں کی اہمیت کو اچھی سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے مختلف انداز میں نوجوانوں کی تربیت کرنے کے لیے شاعری میں نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے۔ایک اور جگہ کہتے ہیں:

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

نبی کریم ﷺ کو جب نبوت عطا کی گئی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں تو ورقہ بن نوفل رحمہ اللہ نے آپ ﷺ سے کہا تھا:

"يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ"[1]

ورقہ بن نوفل نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش میں اس وقت مضبوط نوجوان ہوتا ہے آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو نکالتی۔ ان کو بھی جوانی کی اہمیت معلوم تھی کہ اگر میں جوان ہوں گا میں آپ ﷺ کے ساتھ ڈٹ کر کھڑا ہو سکوں گا۔

ذیل میں جوانی کی اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے واضح کیا جاتا ہے تا کہ نوجوانوں کی نبوی منہج پر تربیت کی اہمیت واضح ہو۔ اور جوانی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جوانوں کی تربیت کے لیے کردار ادا کیا جائے۔

1. جوانی کی عبادت کی اہمیت:

جوانی کی عبادت اللہ تعالی کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ جوانی میں انسان جو عبادت کرتا ہے اس کا مقام ہی الگ ہے۔ قیامت کے دن جو لوگ عرش الٰہی کا سایہ حاصل کریں گے ان میں سے ایک وہ نوجوان بھی ہو گا جس نے اپنی جوانی اللہ تعالی کی عبادت اور بندگی میں گزاری ہو گی۔ حدیث مبارکہ ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

> "عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَدْلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ»"(2)
>
> نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات بندوں کو اللہ تعالی اس دن (یعنی قیامت کے دن) اپنے سائے میں سایہ دیں جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ ۱۔ عدل کرنے والا امام، ۲۔ وہ نوجوان جو اللہ تعالی کی عبادت میں جوان ہوا۔

2۔ قیامت کے دن جوانی کے بارے میں سوال:

جوانی کی عمر نہایت اہم عمر ہوتی ہے۔ اس کو نیکی کی راستے میں خرچ کیا جانا چاہیے۔ اگر کوئی اس کو نیکی کے راستے میں خرچ نہیں کرتا تو یہ قیامت کے دن اس کے لیے حسرت ہو گی۔ قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے جن چیزوں کے بارے میں سوال ہو گا جن کے جواب کے بغیر انسان اپنے قدم کو حرکت بھی نہیں دے سکے گا۔ ان میں سے ایک انسان کی جوانی کے بارے میں سوال ہو گا کہ اس نے جوانی کو کہاں کھپایا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> "لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ؛» عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ"
>
> "قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہاں ابن آدم کے قدم اس وقت تک حرکت نہیں کر سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے۔ اس کی عمر کے بارے میں اس کو کہاں ختم کیا، اور اس کی جوانی کے بارے میں اس کو کہاں کھپایا۔"(3)

اس حدیث سے جوانی کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ انسان کی عمر کے بارے میں سوال ہو گا جوانی عمر کا حصہ ہے لیکن جوانی کے بارے میں خاص کر الگ سے سوال ہو گا کہ جوانی کو کن کاموں میں لگایا۔

3۔ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کی جوانی کا ذکر:

قرآن کریم میں جہاں پر انبیاء علیہم السلام کے اجمال اور تفصیل کے ساتھ قصص ذکر کیے گئے ان میں کچھ انبیاء علیہم السلام کی جوانی کا خاص کر ذکر کیا گیا جس میں انہوں نے کوئی خاص کام انجام دیا، مثلاً؛

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بتوں کو توڑا اس وقت ان کی جوانی کی عمر تھی جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ۔﴾"(4)

انہوں نے کہا: ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ بلاشبہ وہ ظالموں میں سے ہے۔ لوگوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے، وہ ان کا ذکر کرتا ہے اس کا نام ابراہیم ہے۔

یہ ابراہیم علیہ السلام کی جوانی کا واقعہ ہے انہوں نے بتوں کو توڑا۔ ان کی جوانی کردار کے غازی کا عملی نمونہ تھی قوم نے فوراً ان کا نام لیا کہ وہی یہ کام کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جوانی کو قرآن کریم میں ذکر کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کا ذکر ہے۔ قرآن کریم سورۃ القصص میں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَى آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾"(5)

اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھرپور جوان ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اس آیت میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کا ذکر ہے کہ جب وہ جوان ہوئے تو ان کو حکمت اور علم عطا کیا گیا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کی زندگی کا لمبا قصہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ جس کو احسن القصص کا نام دیا گیا۔ اس میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی زندگی کے جہاں دوسرے پہلو ذکر ہوئے ہیں وہاں خاص کر ان کی جوانی کے ایام بھی ذکر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾"(6)

اور جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی جوانی کا خاص کر ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ان کی جوانی کا ہی وہ بہت بڑا واقعہ جوان کا عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ واقعہ پیش آیا جب اس نے ان کو بہکانا چاہے جس کو قرآن نے اس طرح ذکر کیا ہے:

"﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾"(7)

اس عورت نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے جس کے گھر میں وہ رہتے تھے اور اس نے دروازے اچھی طرح بند کر دیئے اور کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ انہوں نے کہا اللہ کی پناہ، بیشک وہ میرا رب ہے اس نے میرا ٹھکانا اچھا بنایا ہے بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ ظالم فلاں نہیں پاتے۔

اس میں سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنی بھری جوانی میں عظیم کردار پیش کیا۔

4۔اصحاب الکہف کا ذکر:

قرآن کریم کے بڑے بڑے قصوں میں سے ایک قصہ غار والوں کا ہے۔ انہوں نے بھی جوانی میں ایک کردار پیش کیا جس کا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔﴾"(8)

کیا آپ نے خیال کیا کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب چیز تھے؟ جب ان جوانوں نے غار کی طرف پناہ لی تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا فرما اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں کوئی راہنمائی مہیا فرما۔

ان نوجوانوں نے اس وقت اہم کردار ادا کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔جوانی اس قدر اہم اور خاص ہے اس لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

جوانی انسانی زندگی کا اہم حصہ ہے۔تو اس کے لیے نوجوانوں کی تربیت بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔اگر ان کی تربیت نہیں ہوگی تو وہ معاشرے میں کوئی کردار ادا نہیں کریں گے بلکہ وہ معاشرے میں بگاڑ اور بربادی کا سبب بنیں گے۔جوانوں کی تربیت کے لیے ہمارے لیے مربی اعظم ﷺ کی سیرت اہم اسوہ ہے کہ آپ ﷺ نے جوانوں کی تربیت کس نہج پر کی آپ ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت میں کن چیزوں اور باتوں کا خاص رکھا۔اس کے بارے میں تفصیل پیش کی جاتی ہے تاکہ آج کے زمانے کے مربی کے لیے نوجوانوں کی تربیت کے سلسلے میں بہترین رول ماڈل موجود ہو جس کی روشنی میں وہ آج کے معاشرے کے جوانوں کی تربیت کرسکے۔ نبی کریم ﷺ نے جوانوں کی تربیت کس طرح کی یہ سیرت النبی ﷺ کا اہم ترین جزء ہے۔ نبی کریم ﷺ کس کس لحاظ سے اور کس کس پہلو سے جوانوں کی تربیت کرتے تھے ان میں سے نمایاں اور اہم پہلو درج ذیل ہیں؛

۱۔رحم اور نرمی:

جوانی عمر کا ایسا مرحلہ ہوتا ہے کہ انسان اس میں جزباتی ہوتا ہے۔اس میں انسان غصے اور سختی سے نہیں سمجھتا جو وہ نرمی کے ساتھ سمجھتا ہے۔جوانوں کو ہمیشہ نرمی کے ساتھ سمجھانا ہی ان کے لیے نفع مند ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ بڑے پیار اور نرمی کے ساتھ جوانوں کی تربیت کیا کرتے تھے۔نوجوان آپ ﷺ کے پاس آتے آپ ﷺ کے پاس وقت گزارتے آپ ﷺ پیار اور نرمی سے ان کی ایسی تربیت کرتے کہ وہ نوجوان آپ ﷺ کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو خود بھی جوان تھے اور اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے بیس دن آپ ﷺ کی تربیت میں رہے وہ نبی کریم ﷺ کے جوانوں کے ساتھ رویے کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

”عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ:أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا“[9]

اس حدیث میں سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی تربیت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ رحیم اور رفیق تھے۔ آپ ﷺ نے نرمی اور محبت کے ساتھ ان کی تربیت کی۔ایک مربی کے لیے لازم ہے کہ وہ جوانوں کی تربیت میں نرمی کو لازم اپنائے۔

۲۔نوجوانوں کی نفسانی خواہشات کا خیال:

جوانی انسانی زندگی کا ایسا مرحلہ ہے کہ اس میں انسان میں نفسانی خواہشات کا جوش ہوتا ہے۔اگر اس مرحلہ میں جوانوں کی نفسانی خواہشات کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ غلط راستے پر نکل سکتے ہیں۔موجودہ معاشرے میں نوجوانوں کی اکثریت کا یہ مسئلہ ہے کہ ان کی نفسانی خواہشات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔خاص کر خامخواہ ان کی شادیاں لیٹ کی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے غلط راستوں پر نکل پڑتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ مربی اعظم تھے آپ ﷺ ماہر نفسیات بھی تھے آپ ﷺ نے خاص کر جوانوں کی نفسانی خواہشات کا بہت زیادہ خیال رکھا۔سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اسی حدیث میں نبی کریم ﷺ کی تربیت کے اس پہلو کہ جوانوں کی نفسانی خواہشات کا خیال رکھا جائے بارے میں فرماتے ہیں:

”عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ:أَتَيْنَا النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم، وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تركنا في أهلنا، فأخبرناه، وكان رقيقاً رَحِيمًا، فَقَالَ: (ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ)“[10]

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ہم سب نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کے پاس بیس دن گزارے، پھر آپ ﷺ نے سمجھا کہ ہمیں گھر والوں (بیویوں) کی چاہت ہوگی اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے ہمارے گھر والوں کے بارے میں پوچھا تو ہم نے آپ ﷺ کو بتایا اور آپ ﷺ بہت زیادہ نرم دل اور بڑے رحم کرنے والے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو واپس جاؤ، ان کو سکھاؤ اور ان کو حکم دو، اور اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

سیدنا مالک بن الحوریث رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے جوانوں کی جماعت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی تربیت کی۔ جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا کہ اب جوانوں کو اپنی بیویوں کی خواہش ہے آپ ﷺ نے ان کو مزید نہیں روکا بلکہ آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ ایک مربی جو چاہتا ہے کہ وہ جوانوں کی تربیت کرتے تو اس کے لیے یہ بات بھی لازم ہے کہ وہ جوانوں کی نفسانی خواہشات کو بھی سمجھتا ہو۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ سمجھا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے جوانوں کو بے راہ روی سے بچانے کے لیے ان کو جلد شادیاں کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے غلط راستہ نہ اختیار کرلیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

”قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ. فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ“[11]

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرلے کیونکہ یہ نگاہوں کو جھکانے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جو طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کی خواہش کو توڑنے والے ہیں۔

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کی جوانوں کی تربیت کا عظیم پہلو ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ان کی نفسانی خواہشات کو سمجھتے تھے آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ جس کے پاس طاقت ہے وہ شادی کرلے۔ شادی کرنے کی آپ ﷺ نے وجہ بتائی کہ یہ نگاہوں کو جھکا دیتا ہے اور یہ شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ نگاہوں کا جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت جوانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اگر یہ دو چیزیں جوانوں میں سے مفقود ہو جائیں تو جوانوں کی بہت ساری صلاحیتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان کو شادی کرنے کا حکم دیا تاکہ یہ دو چیزیں ان کو حاصل ہوں اور ان کی صلاحیتیں تباہ نہ ہوں۔ اور جس کے پاس شادی کی طاقت نہ ہو اس کو نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ آپ ﷺ نے اس کو روزے رکھنے کا حکم دیا۔ کیونکہ روزہ بھی انسانی کی نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنے کا ذریعہ ہے اس لیے جس کے پاس شادی کہ طاقت نہ ہو آپ ﷺ نے اس کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

۳۔ غلطی پر اچھے طریقے سے اصلاح:

انسان خطاکار ہے اس سے غلطیاں ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ“[12]

اس لیے انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ کسی بھی انسان کی غلطی پر اس کی اصلاح اچھے طریقے سے کرنی چاہیے۔ خاص کر جوانوں کی غلطی پر ان کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ ان کی اصلاح اچھے طریقے سے کی جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اگر ان کے ساتھ سختی اور شدت اختیار کی جائے گی تو وہ اس سے بغاوت کی طرف نکل سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا جوانوں کی تربیت کا ایک منہج یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے جوانوں کی غلطی کی اصلاح کے لیے ان کے ساتھ نرمی اختیار کی ان کو اچھے طریقے سے غلطی کی اصلاح کی تلقین کی۔ سنن ابی داؤد میں سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"ان مَرْثَدَ بن أبي مرثَدٍ الغَنَوِيَّ كان يحمِلُ الأسارى بمكة، وكان بمكة بغيٌّ يقالُ لها عَنَاقُ، وكانت صديقته، قال: جئتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فقلتُ: يا رسولَ الله أنْكِحُ عَنَاقَ؟ قال: فسكتَ عني، فنزلَتْ {وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ} فدعاني فقرأها عليَّ وقال: "لا تنكحها""[13]

اس حدیث میں سیدنا ابو مرثد رضی اللہ عنہ نے اپنی جاہلیت کی محبوبہ کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت مانگی اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو نہ توڈانٹا اور نہ ناراض ہوئے بلکہ اچھے طریقے سے ان کو اس سے منع کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی نوجوان اپنی پسند کی کسی جگہ پر شادی کرنے کا کہتا ہے تو اس کو ڈانٹنا نہیں چاہیے اور نہ ہی اس سے ناراضگی کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ جگہ اس کے لیے مناسب نہ ہو تو اس کو اچھے طریقے سے سمجھانا چاہیے اس پر سختی اور شدت نہیں کرنی چاہیے۔ آج کے معاشرے میں نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد کا یہ مسئلہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے اپنی پسند کی جگہ شادی کرنے کا کہتے ہیں تو اس پر گھر والے نہ صرف اس کو برا سمجھتے ہیں بلکہ اس کو ڈانٹتے بھی ہیں برا بھلا بھی کہتے ہیں اور بعض اوقات بات مار کٹائی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ چیز نوجوانوں کی تربیت کے لیے خطرناک ہے۔ جبکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تربیت کا طریقہ ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے کہ اگر کوئی جوان ایسا مطالبہ کرے تو اس کو برا نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس مطالبے پر اس کو برا بھلا کہا جائے اور اس کو مارا جائے بلکہ اگر وہ جگہ اس کے لیے مناسب نہ ہو تو اچھے طریقے سے اس کو اس سے منع کر دیا جائے۔

مسند احمد میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ جس میں ایک نوجوان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک بہت خطرناک کام کی اجازت طلب کی۔ اس نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ مجھے زنا کرنے کی اجازت دیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا اس کے ساتھ رویہ کیسا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے مربی اعظم ہونے کا عکاس ہے۔

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اِئْذَنْ لِي بِالزِّنَى فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ مَهْ! فَقَالَ: ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا. قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ! جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ! جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ! جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ! جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ! جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ"[14]

ایک مربی کے لیے یہ حدیث بہت لازم ہے کہ وہ اس حدیث کے اسباق کو ذہن میں رکھے۔ اس حدیث میں آنے والے نوجوان نے زنا کی اجازت طلب کی۔ لوگوں نے اس پر اس کو ڈانٹا لیکن نبی کریم ﷺ کا اس کے ساتھ رویہ کیسا تھا اس پر ہم غور کریں۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: "ادن" اس کو اپنے قریب کیا۔ اس کو اپنے پاس بٹھایا، پھر آپ ﷺ نے پیار سے سوالیہ انداز میں اس کو نصیحت کی۔ اس کو اس کے محرم رشتوں کے ساتھ یہی کام کرنے کے بارے میں پوچھا کہ کیا تم ان کے لیے یہ پسند کرتا ہے اس نے کہا: نہیں۔ اس کے الفاظ پر غور کریں آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ایسا پیار والا رویہ اپنایا کہ وہ آگے سے کہتا ہے "لا واللہ! جعلنی اللہ فداک" وہ اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر فدا کرنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے تین دعائیں کیں فرمایا: "اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ" گناہ کی بخشش، دل کی پاکیزگی اور شرمگاہ کی حفاظ کی دعا فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کی نوجوان کو نصیحت اس قدر پیار کے ساتھ تھی اس نوجوان پر آپ ﷺ کی نصیحت کا اس قدر اثر ہوا کہ لوگ اس نوجوان کے بارے میں ذکر کرتے ہیں: " فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ" اس کے بعد وہ نوجوان کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔

آج بھی مربی کے لیے اس حدیث میں اسوہ حسنہ ہے کہ وہ بھی نوجوانوں کی تربیت کے لیے ان کے ساتھ ایسا رویہ رکھے۔ ان کو پیار اور خیر خواہی کے ساتھ نصیحت کرے ان کو اپنے پاس بٹھائے۔ ان کے لیے دعا کرے۔ ان کو رد نہ کرنے کیونکہ بعض اوقات نوجوانوں کو رد کرنا ان کو دین سے مرتد بھی کر دیتا ہے۔

مسند احمد میں ایک اور حدیث ہے جس میں میں ذکر ہے کہ ایک اعرابی آیا۔ اس نے دو غلطیاں کی تھیں ایک دعا مانگی تھی جس کے الفاظ صحیح نہیں تھے (اس کا ذکر آگے موجود ہے) دوسری اس کی سنگین غلطی تھی اس نے مسجد میں بیٹھ کر پیشاب کرنا شروع کر دیا:

"ثُمَّ وَلَّى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَشَجَ يَبُولُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " إِنَّمَا بُنِيَ هَذَا الْبَيْتُ لِذِكْرِ اللهِ وَالصَّلَاةِ، وَإِنَّهُ لَا يُبَالُ فِيهِ ". ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَفْرَغَهُ عَلَيْهِ، قَالَ: يَقُولُ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدَ أَنْ فَقِهَ: فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، فَلَمْ يَسُبَّ، وَلَمْ يُؤَنِّبْ، وَلَمْ يَضْرِبْ"(15)

اعرابی نے مسجد میں بیٹھ کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو اس کو روکنے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو منع کر دیا۔ حدیث ہے:

"فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: مَهْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "دَعُوهُ""(16)

نبی کریم ﷺ نے اس کو نہ تو ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا اور نہ اس کو مارا۔

بلکہ آپ ﷺ نے اس کو سمجھا: "إِنَّمَا بُنِيَ هَذَا الْبَيْتُ لِذِكْرِ اللهِ وَالصَّلَاةِ، وَإِنَّهُ لَا يُبَالُ فِيهِ "بیشک یہ گھر اللہ تعالی کے ذکر اور نماز کے لیے بنائے گئے ہیں اور ان میں پیشاب نہیں کیا جاتا، پھر آپ ﷺ نے عملی نمونہ پیش کیا اور یہ عمل نمونہ ایک مربی کے لیے تربیت کے میدان میں مشعل راہ ہے۔" ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَفْرَغَهُ عَلَيْهِ" آپ ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس کو اس (پیشاب) کے اوپر بہا دیا۔ آپ ﷺ کے اس اعرابی کو سمجھانے اور اس کے پیشاب پر پانی منگوا کر صفائی کرنے کا یہ اثر ہوا کہ وہی اعرابی آپ ﷺ پر اپنے والدین کو قربان کرنے لگا اور وہ بیان کرتا ہے:" فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، فَلَمْ يَسُبَّ، وَلَمْ يُؤَنِّبْ، وَلَمْ يَضْرِبْ"

نبی کریم ﷺ میری طرف کھڑے ہوئے میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے نہ تو مجھے برا بھلا کہا، نہ ہی ڈانٹا اور نہ ہی مارا پیٹا۔ نبی کریم ﷺ نے تربیت کا ایسا عظیم نمونہ پیش کیا کہ وہ اعرابی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایک مربی کو بھی چاہیے کہ وہ نوجوانوں میں کسی سنگین سے سنگین غلطی کو بھی دیکھے تو ان کو اچھے طریقے سے سمجھائے۔ ان کے لیے دعا کرے ان کو اپنے پاس بٹھائے۔

۴۔ نوجوانوں کی دلجوئی:

عبداللہ بن ابی منافق تھا اس نے اسلام، نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو نقصان پہچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ لیکن اس کا عبداللہ رضی اللہ عنہ بہترین مومن تھا۔ حتی کہ ایک غزوہ کے موقعہ پر اس نے مسلمانوں کے بارے میں بہت گھٹیا الفاظ بولے جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾"(17)

وہ کہتے ہیں کہ یقیناً اگر ہم مدینہ واپس گئے تو جو زیادہ عزت والا ہے وہ اس میں سے ذلیل تر کو ضرور نکال باہر کرے گا، حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

اس موقعہ پر سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے کہا:

"وَاللّٰہِ لَا تَنْقَلِبُ حَتَّى تُقِرَّ أَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزِيزُ، فَفَعَلَ"[18]

اللہ کی قسم! تم واپس نہیں جاسکتے جب تک تم یہ اقرار نہ کرلو کہ تم ذلیل ہو اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں تو اس (عبد اللہ بن ابی منافق) نے اقرار کیا۔

یہ اس قدر بہترین مومن نوجوان تھے۔ جب ان کا والد منافق عبد اللہ بن ابی مرا تو یہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے اپنے والد کو پہنانے کے لیے اپنی قمیص دے دیں اور ان کے والد کا جنازہ پڑھادیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس بہترین مومن نوجوان کی دلجوئی فرمائی۔ حدیث میں ہے:

"لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ"[19]

عبد اللہ بن ابی کی وفات پر اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ اس کو اپنی قمیص دے دیں تاکہ وہ اپنے والد کو اس میں کفن دے لیں تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی قمیص دے دی، پھر انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھادیں تو رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔

مربیین کے لیے اس حدیث میں بہترین نمونہ ہے کہ وہ بھی نوجوانوں کی دلجوئی کریں۔ ان کی دلجوئی کرنے سے ان کی تربیت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

۵۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں کے مطابق ان سے کام لینا:

جوانی کی عمر میں انسان میں بہت ساری صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں اور اگر ان صلاحیتوں کو اچھی طرح سے کام میں لایا جائے تو یہی نوجوان معاشرے کے لیے بہترین کردار ادا کرسکتے ہیں اور اگر ان کی صلاحیتوں سے کماحقہ فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو یہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی نوجوانوں کی تربیت کا ایک عظیم منہج یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ جوانوں سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا کرتے تھے۔ جس سے ان کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوتا تھا اور وہ بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ احادیث میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً؛

سیدنا مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ میں صلاحیت تھی کہ وہ مضبوط اور تیز تھے حدیث میں ہے:

"وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا وَكَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارَى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ"[20]

نبی کریم ﷺ نے ان کی صلاحیت کے مطابق ان کو مکہ سے قیدیوں کو نکالنے کے لیے بھیجا وہ رات کے وقت مکہ سے قیدیوں کو اٹھاتے اور ان کو نکال لاتے تھے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے کاتب وحی تھے آپ ﷺ نے ان کی صلاحیت کے مطابق ان کو وحی کی کتابت پر مقرر کیا اور پھر ان کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا جو انہوں نے پندرہ دن میں ہی سیکھ لی فرماتے ہیں:

"أمرني رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فتعلمتُ له كتابَ يهودَ، وقال: "إني واللهِ ما آمَنُ يهودَ على كتابي" فتعلمتُه، فلم يَمُرَّ بي إلا نصفُ شَهرٍ حتَّى حَذِقْتُه، فكُنتُ أكتبُ له إذا كَتَب، وأقرأُ له إذا كُتِبَ إليه"[21]

نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صلاحیت کے مطابق ان سے کام لیا جس کا بعد میں امت کو فائدہ ہوا کہ انہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو جمع قرآن کی ذمہ داری سونپی تو ان سے فرمایا:

"فقال أبو بكر: إنك رجل شاب عاقل ولا نتهمك، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، فتتبع القرآن فاجمعه."[22]

اس طرح بہت ساری مثالیں ملتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جوانوں کی صلاحیت کے مطابق کام لیا۔ جوانوں کی تربیت میں یہ پہلو بہت اہمت رکھتا ہے کہ ان سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا جائے اس سے ان کی صلاحیتوں کو جلا ملے گی وہ اپنی صلاحیتوں میں ماہر ہوں گے اور ایک دن ان کی صلاحیتوں کا لوہا مانا جائے گا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جوانوں سے ان کی صلاحیتوں کے علاوہ کوئی بوجھ ڈالا جائے تو وہ ان کی تربیت پر اچھا اثر نہیں ڈالتا بلکہ اس سے وہ اپنی صلاحیتوں کو کھو بیٹھیں گے۔ ان کی صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی تو ایک مربی جو چاہیے کہ وہ جوانوں کی صلاحیتیں معلوم کرے پھر ان کے مطابق ان سے کام لے۔

۶۔ غلطی پر ڈانٹنے کی بجائے مسکرا دینا:

نوجوانوں کی تربیت کے لیے نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے یہ نمونہ بھی ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے جوانوں کی غلطی کو دیکھا تو آپ ﷺ ان پر ناراض ہونے کی بجائے آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ مسند احمد میں حدیث ہے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آکر ایک دعا کی جو صحیح نہیں تھی نبی کریم ﷺ نے اس کی اس غلطی پر اس کو ڈانٹا نہیں بلکہ آپ ﷺ اس کے الفاظ سن کر مسکرا دیئے اور اس کو بات سمجھائی کہ تمہاری یہ بات صحیح نہیں ہے:

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسٌ، فَقَالَ: اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِمُحَمَّدٍ، وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا. فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ: لَقَدِ احْتَظَرْتَ وَاسِعًا“[23]

اس حدیث سے مربی کے لیے سبق ہے کہ وہ اگر کسی نوجوان میں سے کوئی غلطی دیکھے تو فوراً اس پر غصہ ہونے اس کو ڈانٹنے کی بجائے اس کو دیکھ کر مسکرا دے اور پھر پیار اس کو بات سمجھا دے۔

۷۔ نوجوانوں سے اظہار محبت:

ایک مربی اگر نوجوانوں کے ساتھ اظہار محبت کرے تو یہ چیز نوجوانوں پر گہرا اثر رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے زیر تربیت نوجوانوں کے ساتھ اظہار محبت کیا کرتے تھے احادیث میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَخَذَ بِيَدِهِ يَوْمًا، ثُمَّ قَالَ: " يَا مُعَاذُ إِنِّي لَأُحِبُّكَ“[24]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زیر تربیت تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اظہار محبت کیا۔ آپ ﷺ کی محبت والی تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ یہی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ امت میں سے سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا۔ آج کا جوان بھی اس چیز کی بہت کمی محسوس کرتا ہے کہ اس سے کوئی خیر خواہی اور محبت کرنے والا نہیں ہے۔ آج کے جوان کو خیر خواہی کرنے والے اور محبت کرنے والے مربی کی اشد ضرورت ہے۔ مربیین کو جوانوں کے ساتھ محبت والے رویے کو اپنانا چاہیے۔

۸۔ شیطانی حملے کا سدباب:

جوانی میں شیطان انسان پر بہت زیادہ حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تربیت کا پہلو یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نوجوانوں کو شیطانی حملے سے محفوظ رکھنے کے لیے فوراً اقدام کرتے تھے تاکہ شیطان حملہ نہ کر سکے حدیث میں اس کی مثال ملتی ہے۔

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ:كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ،(و في سنن النسائي : وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ[25] وَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ“[26]

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کی تربیت کا پہلو واضح ہوتا ہے کہ آنے والی عورت بھی جوان اور خوبصورت تھی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بھی جوان اور خوبصورت تھے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ دونوں شیطان کے حملے کا شکار ہوسکتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو فوراًاس کا سد باب کیا آپ ﷺ نے سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔ ایک مربی کے لیے لازمی ہے کہ وہ بھی جب جوانوں میں ایسی صورت حال دیکھیں جس سے ان پر شیطانی حملے کا ڈر ہو تو وہ فوراًاس کا سد باب کریں۔

۹۔ نوجوانوں کو مسجدوں میں قیام کی اجازت دینا:

مسجد اسلامی معاشرے کا اہم جزو ہے جس نے اسلام کے زریں دور میں اسلامی معاشرے کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ اسلامی معاشرے کا اہم تربیتی سنٹر ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ خاص کر جوانوں کو مسجد میں ٹھہرایا کرتے تھے۔ مسجد کا ماحول جوانوں کی تربیت پر بہت اثر رکھتا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

”كُنَّا نَنَامُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ“[27]

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نوجوان مسجد میں سویا کرتے تھے۔ آج کے معاشرے میں بھی نوجوانوں کی تربیت کے لیے یہ پہلو نہایت اہم ہے کہ ان کو مسجدوں میں ٹھہرنے کی اجازت دی جائے۔ جیسا کہ آجکل نوجوان طلباء جو ہاسٹلوں میں رہتے ہیں ان کو اگر مسجدوں میں رہنے کی اجازت دی جائے تو یہ اقدام یہ ان کی زندگی میں تبدیلی لائے گا۔

۱۰۔ تشجیع (حوصلہ افزائی کرنا):

نوجوانوں کی اچھی کارگردگی پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کو شاباش دینا ان کی تربیت کے لیے نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور ان کے آگے بڑھنے میں بہت کردار ادا کرتی ہے۔ نوجوانوں کی تربیت کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کرنا نبی کریم ﷺ کے تربوی پہلو کا اہم جزء تھا۔ آپ ﷺ نے نوجوانوں کی اچھی کارگردگی پر ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی فرمائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان جوانوں نے معاشرے میں نہایت اہم کام سر انجام دیئے۔ احادیث میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، مثلاً؛

صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کے سوال پر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حدیث میں ہے:

”قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: (لَقَدْ ظَنَنْتُ، يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ“[28]

نبی کریم ﷺ نے ان کے اس سوال پر ان کی حوصلہ افزائی فرمایا:”لَقَدْ ظَنَنْتُ، يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ“ اس حوصلہ افزائی کا ہی نتیجہ تھا کہ امت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے ہیں۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوال کیا انہوں نے آپ ﷺ کو اس کا جواب دیا تو آپ ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ ---- قَالَ قُلْتُ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلا هُوَ الحي القيوم. قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ "وَاللَّهِ! لِيَهْنِكَ العلم أبا المنذر“[29]

نبی کریم ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! اے ابو المنذر! تجھے علم مبارک ہو۔ تو یہی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے سب سے بڑے قاری قرار دیا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ"(30)

غزوہ ذی قرد میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو قتادہ اور سلمہ رضی اللہ عنہما کی حوصلہ افزائی کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

"كان خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ. وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ"(31)

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان بن نبیع الہذلی کے قتل کے لیے بھیجا۔ جب وہ اس کو قتل کر کے واپس آئے آپ ﷺ نے ان کو حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور ان کو اپنا عصا دیا جو سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی دفن کیا گیا تھا۔۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَرَآنِي، فَقَالَ: " أَفْلَحَ الْوَجْهُ"۔(32)

وہ کامیاب لوٹے تو آپ ﷺ نے ان کی کامیابی پر حوصلہ افزائی فرمائی ان سے فرمایا: " أَفْلَحَ الْوَجْهُ" اور ان کو اپنا عصا انعام میں دیا۔

آج بھی جوانوں کو اگر ان کی کسی کارکردگی پر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو اس کے ان کی تربیت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مربیین کے لیے لازمی ہے کہ وہ جوانوں کے کاموں پر ان کی حوصلہ افزائی ضرور کریں ان کی حوصلہ شکنی نہ کریں۔

۱۱۔ نوجوانوں کے لیے دعا کرنا:

نوجوانوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لیے دعا کرنا بھی ایک مربی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ جو مربی اعظم تھے آپ ﷺ جوانوں کی تربیت کرتے تھے اور اس کے ساتھ آپ ﷺ جوانوں کے لیے خاص کر دعا کیا کرتے تھے مثلاً؛

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِ، وَقَالَ: "اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الْكِتَابِ"(33)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے آپ ﷺ نے ان کی تربیت کی اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اس دعا کا نتیجہ تھا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امت میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ایک مربی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جوانوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لیے دعا بھی کرے۔

خلاصہ:

نوجوان کسی بھی معاشرے، قوم اور ملک کا اہم ترین حصہ ہوتے ہیں۔ جوانی انسانی زندگی کا اہم ترین مرحلہ ہوتا ہے۔ جوانی میں انسان کو تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس مرحلہ میں اگر جوانوں کی تربیت نہ ہو تو وہ ضائع ہوسکتے ہیں۔ جوانوں کی تربیت کے لیے نبی کریم ﷺ کا تربیتی منہج بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے جوانوں کی نفسیات کو سمجھا۔ ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان سے کام لیا۔ ان کی کارکردگی پر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ پیار و محبت کے ساتھ ان کی تربیت کی۔ ان کو معاشرے کی اہم ذمہ داریاں سونپیں۔ ان کے لیے دعائیں کیں۔ ایک مربی کے لیے نبی کریم ﷺ کا یہ تربوی منہج بہت اہم کا حامل ہے جس سے ایک مربی روشنی حاصل کرکے آج کے معاشرے میں نوجوانوں کی اچھے طرز پر تربیت کر سکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] ۔البخاری،محمدبن اسماعیل،الجامع الصحیح،دارابن کثیر،دمشق،2002ء،کتاب الوحی،باب کیف کان بدء الوحی،حدیث :3۔
Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Dār Ibn Kathīr, Damascus, 2002, Kitāb al-Waḥy, Bāb Kayfa Kāna Bad'u al-Waḥy, Ḥadīth: 3.

[2] ۔البخاری ،محمدبن اسماعیل(ابوعبداللہ)،الجامع الصحیح،کتاب الزکاۃ،باب الصدقة باليمين،حدیث:1423۔
Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'īl (Abū 'Abd Allāh), al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Zakāh, Bāb al-Ṣadaqah bi-al-Yamīn, Ḥadīth: 1423.

[3] ۔الترمذی،محمدبن عیسیٰ(ابو عیسیٰ)،الجامع الترمذی،مکتبة المعارف للنشر والتوزیع،الریاض،2000ء،ابواب صفة القیامة۔۔۔،باب فی القیامة،حدیث:2416۔
Al-Tirmidhī, Muhammad ibn 'Īsā (Abū 'Īsā), al-Jāmi' al-Tirmidhī, Maktabat al-Ma'ārif li-al-Nashr wa-al-Tawzī', Riyadh, 2000, Abwāb Ṣifat al-Qiyāmah..., Bāb fī al-Qiyāmah, Ḥadīth: 2416.

[4] ۔القرآن،21: 59۔60۔

Al-Qur'ān, 21:59–60.

[5] ۔القرآن،28: 14۔

Al-Qur'ān, 28:14.

[6] ۔القرآن،12: 22۔

Al-Qur'ān, 12:22.

[7] ۔ القرآن،12: 23۔

Al-Qur'ān, 12:23.

[8] ۔القرآن،18: 9۔10۔

Al-Qur'ān, 18:9–10.

[9] ۔البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الاذان،باب من قال لیوذن فی السفر۔۔حدیث :631۔
Al-Bukhārī, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Adhān, Bāb Man Qāla Li-Yu'adhdhin fī al-Safar, Ḥadīth: 631.

[10] ۔ایضاً، کتاب اللباس،باب رحمة الناس والبهائم،حدیث:6008۔
Ibid, Kitāb al-Adhān, Bāb Man Qāla Li-Yu'adhdhin fī al-Safar, Ḥadīth: 6008.

[11] ۔مسلم بن حجاج (ابوالحسین)،الصحیح لمسلم،مطبع عیسیٰ البابی الحلبی،القاہرۃ،1955ء،کتاب النکاح،باب استحباب النکاح۔۔۔۔،حدیث:1400۔
Muslim ibn Ḥajjāj (Abū al-Ḥusayn), al-Ṣaḥīḥ li-Muslim, Maṭba'ah 'Īsā al-Bābī al-Ḥalabī, Cairo, 1955, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Istiḥbāb al-Nikāḥ..., Ḥadīth: 1400..

[12] ۔ الترمذي، السنن، صفة القيامة، حديث:2499

al-Tirmidhī, al-Sunan, Ṣifat al-Qiyāmah, Ḥadīth: 2499.

[13] ۔ابی داؤد،سلیمان بن اشعث السجستانی،دارالرسالة العالمیه،اول کتاب النکاح،باب فی قوله:الزانی لا ینکح۔۔،حدیث:2051۔
Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, Dār al-Risālah al-'Ālamiyyah, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb fī Qawluhu: al-Zānī Lā Yankiḥ...., Ḥadīth: 2051.

[14] ۔ابن حنبل،مسند احمد،حدیث:22211۔(حکم الحدیث:اسناده صحیح)
Ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Ḥadīth: 22211. (Ḥukm al-Ḥadīth: Isnādahu Ṣaḥīḥ)

[15] ۔ ابن حنبل،احمد بن حنبل،مسند احمد،مؤسة الرسالة،2001ء،(تحقیق:شعیب الارنؤوط)حدیث:10533۔(حکم الحدیث:صحیح)
Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Mu'assasat al-Risālah, 2001 (Taḥqīq: Shu'ayb al-Arna'ūṭ), Ḥadīth: 10533. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ)

[16] ۔ابن ماجة،محمدبن یزیدالقزوینی(ابو عبداللہ)،دارالرسالة العالمیة،2009ء،ابواب الطہارۃ وسننها،باب الارض یصیبها البول۔۔،حدیث:530۔
Ibn Mājah, Muhammad ibn Yazīd al-Qazwīnī (Abū 'Abd Allāh), Sunan Ibn Mājah, Dār al-Risālah al-'Ālamiyyah, 2009, Abwāb al-Ṭahārah wa-Sunanihā, Bāb al-Arḍ Yuṣībahā al-Bawl, Ḥadīth: 530.

[17] ۔القرآن،63: 8۔

Al-Qur'ān, 63:8.

[18] ۔الترمذی،الجامع الترمذی،ابواب التفسیر،حدیث:3315۔(حکم الحدیث:حسن صحیح)
Al-Tirmidhī, al-Jāmi' al-Tirmidhī, Abwāb al-Tafsīr, Ḥadīth: 3315. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ḥasan Ṣaḥīḥ)

[19] ۔البخاری،الجامع الصحیح،حدیث:4670۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Ḥadīth: 4670.

[20] ۔النسائی،احمدبن شعیب ،سنن النسائی،کتاب النکاح،باب تزویج الزانیة،حدیث:3231۔

Al-Nasā’ī, Aḥmad ibn Shu‘ayb, Sunan al-Nasā’ī, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Tazwīj al-Zāniyah, Ḥadīth: 3231.

[21] ۔ابو داؤد،سنن ابی داؤد،اول کتاب العلم،باب روایة حدیث اہل الکتاب،حدیث:3645۔(حکم الحدیث:صحیح)

Abū Dāwūd, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-‘Ilm, Bāb Riwayat Ḥadīth Ahl al-Kitāb, Ḥadīth: 3645. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ)

[22] ۔البخاری،الجامع الصحیح،کتاب التفسیر،حدیث:4402۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Tafsīr, Ḥadīth: 4402.

[23] ۔ابن حنبل،احمد بن حنبل،مسند احمد،مؤسة الرسالة،2001ء،(تحقیق:شعیب الارنؤوط)حدیث:10533۔(حکم الحدیث:صحیح)

Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Mu’assasat al-Risālah, 2001 (Taḥqīq: Shu‘ayb al-Arna’ūṭ), Ḥadīth: 10533. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ)

[24] ۔ایضاً،حدیث:22119۔(حکم الحدیث:اسنادہ صحیح)

Ibid, Ḥadīth: 22119. (Ḥukm al-Ḥadīth: Isnādahu Ṣaḥīḥ)

[25] ۔النسائی،سنن النسائی،کتاب مناسک الحج،حج المراة عن الرجل،حدیث:2641۔

Al-Nasā’ī, Sunan al-Nasā’ī, Kitāb Manāsik al-Ḥajj, Bāb Ḥajj al-Mar’ah ‘an al-Rajul, Ḥadīth: 2641.

[26] ۔البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الحج،باب وجوب الحج وفضله،حدیث:1442۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ḥajj, Bāb Wujūb al-Ḥajj wa-Faḍlihi, Ḥadīth: 1442.

[27] ۔الترمذی،الجامع الترمذی،ابواب الصلاۃ،باب ماجاء فی النوم فی المسجد،حدیث:321۔(حکم الحدیث:صحیح)

Al-Tirmidhī, al-Jāmi‘ al-Tirmidhī, Abwāb al-Ṣalāh, Bāb Mā Jā’a fī al-Nawm fī al-Masjid, Ḥadīth: 321. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ)

[28] ۔البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الرقاق،حدیث:6570۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Riqāq, Ḥadīth: 6570.

[29] ۔مسلم،الصحیح لمسلم،کتاب صلاة المسافرین،باب فضل سورة الکہف وآیة الکرسی،حدیث:1885۔

Muslim, al-Ṣaḥīḥ li-Muslim, Kitāb Ṣalāt al-Musāfirīn, Bāb Faḍl Sūrat al-Kahf wa-Āyat al-Kursī, Ḥadīth: 1885.

[30] ۔ابن ماجة،سنن ابن ماجة،باب فی فضائل الصحابة،فضل زید بن ثابت،حدیث:154۔(حکم الحدیث:صحیح)

Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, Bāb fī Faḍā’il al-Ṣaḥābah, Faḍl Zayd ibn Thābit, Ḥadīth: 154. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ)

[31] ۔مسلم،الصحیح لمسلم،کتاب الجہاد والسیر،باب غزوة ذی قردوغیرہا،حدیث:1807۔

Muslim, al-Ṣaḥīḥ li-Muslim, Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Bāb Ghazwat Dhī Qarad wa-Ghayrihā, Ḥadīth: 1807.

[32] ،ابن حنبل،مسند احمد،حدیث:16047۔(حکم الحدیث: صحیح)

Ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad, Ḥadīth: 16047. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ).

[33] ۔ابن ماجه،سنن ابن ماجة،باب فی فضائل اصحاب رسول اللهﷺ،فضل ا بن عباس،حدیث:166۔(حکم الحدیث:صحیح)

Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, Bāb fī Faḍā’il Aṣḥāb Rasūl Allāh ﷺ, Faḍl Ibn ‘Abbās, Ḥadīth: 166. (Ḥukm al-Ḥadīth: Ṣaḥīḥ).